مولانا حافظ ابن امین*

اپنے ذہین شاگرد حافظ ابراہیم فانؔی کے نام چند کلمات

احقر حافظ ابن امین کی خوش نصیبی تھی کہ میٹرک امتحان پاس کرنے کے بعد 1962ء میں دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں درجہ کتب میں داخلہ لیا۔اور ناظم سلطان محمود مرحوم کی تجویز پر جناب شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحبؒ کی مسجد میں اقامت پذیر ہوا۔جہاں حافظ مظفر دین صاحب نماز عصر کے بعد طلباء کرام کو حفظ القرآن الکریم کا درس دیتے ہوئے پایا۔جس میں حالاً نائب مہتمم مولانا انوارالحق صاحب بھی شریک درس تھے۔

انتہائی منت سماجت کے بعد مجھے بھی حفظ القرآن کے شاگردوں میں شامل کیا۔اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل وکرم سے ایک سال چار ماہ میں کتب کے ساتھ حفظ القرآن کی سعادت نصیب ہوئی۔اور دارالعلوم حقانیہ کے دیگر اساتذہ کرام کی موجودگی میں شیخی وشیخ الحدیث حضرت مولانا صاحب کے سامنے آخری سورتیں پڑھنے کا شرف پایا۔اور ان کے مستجاب دعاؤں سے جھولی بھر دی۔

1964ء میں دارالعلوم کے کمروں میں سکونت نصیب ہوئی۔تو نماز عصر کے بعد دارالعلوم کے چمن میں حفظ القرآن کے طلباء سے دور اور حفظ کے درس کا موقعہ ملا۔اس زمانے میں دارالعلوم حقانیہ میں حفظ القرآن کا کوئی بندوبست نہیں تھا۔سوائے ایک طالبعلم قاری کے جو شوقین طلباء کو صرف سورۃ فاتحہ وناظرہ قرآن کی تصحیح کرواتے تھے۔

ایک دن عصر کے بعد حفظ القرآن کے درس میں مشغول تھا کہ جناب صدر صاحب مولانا عبدالحلیم مرحوم غصے کے ساتھ محمد ابراہیم کو ہاتھ سے پکڑے ہوئے آئے میں بھی ڈرا کہ کیا ہوا ہے۔تو اس نے اپنے مخصوص لہجے میں فرمایا کہ یہ نہیں سنتا ،سکول کے بعد آوارہ وقت گزارتا ہے جس کسی کے پاس اس کو بٹھا لیتا ہوں وہ استاد اس کی قدر کرتا ہے کہ میرا بیٹا ہے۔کچھ نہیں کہتا ایک دو سال سے کبھی حفظ شروع کر لیتا ہے۔پھر چھوڑ کر بھلا دیتا ہے۔''خوب مارو لیکن حافظِ قرآن بنا لو'شاید محمد ابراہیم اس وقت آٹھویں کلاس میں پڑھتا تھا۔چھوٹو ں سے کھیلنے کا دلدادہ تھا۔میں نے چار و نا چار اس پر پابندی شروع کی ۔کافی ذہین تھا لیکن حفظ القرآن کیلئے اس کو وقت دینا مشکل تھا چند دفعہ ناغہ

---

* مہتمم جامعہ امینیہ تخت نصرتی ،کرک

یا سبق یاد نہ کرنے پر مجبوراً مارا۔ جب میرے ساتھ سابق قدر نہ پائی بلکہ مار بھی ملی تو سبق کے یاد کرنے کیلئے اپنے آپ کو مجبور پا کر توجہ سے سبق شروع کر کے وقت بھی دینے لگا۔ بفضل اللہ دو سال بعد صدر صاحب کے کواٹر میں وہ خوشگوار مجلس نصیب ہوئی کہ جس میں محمد ابراہیم حافظ قرآن بن کر اساتذہ کرام کے سامنے آخری سورتیں پڑھیں۔ صدر صاحب نے انتہائی خوشی میں اساتذہ کرام کی چائے ومٹھائی سے تواضع کی بندہ کو خوشگوار موڈ میں مبارکباد دے کر بے تحاشا دعاؤں سے نوازا اور ساتھ حکم دیا کہ اب اس پر زیادہ خیال رکھو تا کہ حفظ القرآن کو پکا کرے اور بھلا نہ دے۔ اب وہ میٹرک کا امتحان پاس کر چکا تھا۔

میٹرک کے بعد اس نے دارالعلوم میں ابتدائی کتابیں شروع کی۔ اور قرآن کریم کا دور کرتا رہا۔ ایک دن میں نے دور میں کمزروی پا کر تنبیہ کردی۔ دوسرے دن اتفاقاً صدر صاحب کے کوارٹر میں گیا۔ اور اچانک اس کی کتابوں کو دیکھا جس کے اوپر اشعار سے بھری کاپی لی۔ غصے میں اٹھا کر پھاڑ ڈالی کہ جب تک حفظ کو پکا نہیں کرتے۔ شعروشاعری سے آپ کو کوئی واسطہ نہیں۔ ابراہیم دیکھ کر چپ ہو گئے۔ اگرچہ اشعار کے ضائع ہونے پر کافی خفاء ہوئے، لیکن مجھے کچھ نہیں کہا۔

پھر اچھے طریقے سے دور مکمل کیا۔ اور بعض وقت اپنے طلباء درس کو تکرار کرتے ہوئے پایا۔ اللہ تعالیٰ نے کافی ذہانت دی تھی، تمام اساتذہ کرام کی قدر کرتے تھے۔ اور مجھے حفظ القرآن کی وجہ سے کافی عزت دیتے تھے۔

فراغت کے بعد دارالعلوم حقانیہ میں تدریس نصیب ہوئی۔ اساتذہ کرام اور دارالعلوم حقانیہ کے برکات سے وافر حصہ پا کر کمال پر پہنچا، شاعر تو بچپن سے تھے۔ ادیب بنے، مؤلف بنے، اور چند شروح لکھنے کی سعادت پائی۔ ہر کتاب چھاپنے کے بعد مجھے بھیج دیتے۔ ایک دن اس کی کتاب میں یہ شعر پائی اور بہت خوش ہوا۔

جس دل میں نہ ہوں تمنائے مدینہ　　　فانی وہ خرابہ ہے اسے دل نہیں کہتے

تو میں نے اس کو تمام مناسکِ حج کو اشعار میں منتقل کرنے کا کہہ دیا تھا لیکن اے بسا آرزو کہ خاک شد۔ شاید اس کو موقع نہ ملا۔ اور داعی اجل کو لبیک کہہ کر داغ فراقت دے گئے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔

زروبی میں جنازہ کے وقت کو جا پہنچا دونوں بھائی اور بیٹے سے افسردگی کے ساتھ تعزیت کی اور دل ہی دل میں افسوس کے ساتھ رضاء بالقضاء پر تسلی کرتے ہوئے واپس آیا۔

☆ ☆ ☆

شب غم اور یہ تلقین خموشی
میں اتنا حوصلہ لاؤں کہاں سے
(فانیؔ)